آزمائش کیوں؟

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

مرتبہ

حافظ مولوی ودود الرحمٰن مقصود

SILSILA E KAMALIYA

آزمائش کیوں؟

الحمد لله وحد ہ والصلو ٰ ۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ، اعو ذ با الله من الشیطٰن الرجیم بسم الله الرحمن الر حیم ، ولنبلو نکم بشئی من الخو ف و الجو ع و نقصٍ من الامو ال و الا نفس والثمرات و بشر الصابرین ۔

محترم بزرگو عزیز ساتھیو:

ایک عام آدمی کا ذہن یوں کام کرتا ہے کہ ایک آدمی نمازی اور ایماندار ہے تو اس نیک اور اچھے بھلے آدمی پر مصیبت نہیں آنی چاہئے اور یہ کہ بے ایمان آدمی ہے تو اس پر آزمائش واجبی بات ہے ایک عام آدمی کا ذہن یوں کام کرتا ہے، ایک آدمی زکوۃ نکالتا ہے روزہ رکھتا ہے صدقہ کرتا ہے حج کرتا ہے تو عام آدمی کا ذہن یہ رہتا ہے کہ صاحب ایسے شخص پر آزمائش اور ابتلاء نہیں آنی چاہئے جو آدمی بے نمازی ہے اور زکوۃ نہیں نکالتا روزہ نہیں رکھتا اور حج نہیں کرتا اور جو آدمی حقوق اور واجبات اور احکام کی ادائیگی نہیں کر سکتا ہاں اس شخص پر اگر اللہ تعالی کی طرف سے آزمائشیں ڈالی گئیں اور عتاب انڈیلا گیا تو یہ بات واجبی معلوم ہوتی ہے ایک عام ذہن والا ایسی سوچ رکھتا ہے حالانکہ اللہ تعالی عافیت کی شکلیں تو رکھتے ہیں لیکن اللہ پاک کا ایک خصوصی دستور ہے ضابطہ ہے، ضابطہ یہ ہے کہ جو صاحبِ ایمان ہے اس کا امتحان ہوگا مثلاً دو قسم کے آدمی ہیں ایک آدمی وہ ہے جو مالدار ہے مگر ایماندار ہے اور ایک آدمی وہ ہے جو ہے تو غریب مگر ایماندار ہے ایک آدمی میں ایمان کے ساتھ امیری ہے اور ایک آدمی میں ایمان کے ساتھ غریبی ہے یہ بھی امتحان میں وہ بھی امتحان میں ایسا نہیں ہے کہ امیر کو مال دے کر اس کو چھوڑ دیا گیا ہے اس کا امتحان نہیں لیا جائے گا ایسا نہیں ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ایک آدمی غریب ہے ایماندار ہے اس کا امتحان نہیں لیا جارہا ہے اس کو ایسے ہیں چھوڑ دیا جائے گا ایسا نہیں ہے مومن و مسلم جس حال میں ہے وہ حالتِ امتحان ہے امیر ہے تو بھی غریب ہو تب بھی نوجوان ہے تب بھی بوڑھا ہو تب بھی اولاد ہو تب بھی اولاد نہ ہو تب بھی کسبِ معاش کی وسعتیں ہوں تب بھی نہ ہوں تب بھی امراض و عوارض رہیں نہ رہیں ہر صورت میں ایک مسلمان دراصل امتحان ہی کے دائرے میں ہے صلاحیتوں کے اعتبار سے امتحان ہوتا رہتا ہے اسی لئے اللہ پاک نے فرمایا (ولنبلو نکم) اور ضرور ہم تم کو آزمائیں گے کون کہ رہے ہیں کس سے کہ رہے ہیں اللہ پاک کہ رہے ہیں پورے ایمان والوں سے کہ رہے ہیں چاہے وہ ایمان صالحیت کے درجہ کا ہو چاہے وہ ایمان شہادت کے درجہ کا ہو چاہے وہ ایمان صدیقیت کے درجہ کا ہو چاہے وہ ایمان نبوت کے درجہ کا ہو امتحان ضروری ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھے آزمایا گیا اور عجیب انداز کی آزمائش تھی آقاء کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا خواب میں اور حضور اکرم ﷺ پر وحی آگئی بیداری میں حضرت حسینؓ کی شہادت کی، ایک مرتبہ کی بات ہے کہ حضرت عباسؓ کی اہلیہ محترمہ ام الفضل جن کو کہا جاتا ہے ایک مرتبہ انہوں عجیب خواب دیکھا بظاہر دیکھنے میں خواب

پریشان کن معلوم ہوتا تھا خواب یہ دیکھا کہ حضور ﷺ کے جسمِ اقدس سے گوشت کا ایک ٹکڑا نکل گیا اور وہ ٹکڑا ام الفضل کی گود میں آکر گر گیا اب وہ اس خواب کی الجھن میں بیداری کے بعد خواب کو تفصیلاً سنانے اور اپنے کو مطمئن کرنے کے لئے حضور کے پاس حاضر ہوئیں، اور کہنے لگیں کہ یارسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے آپ کے جسمِ اقدس کو دیکھا اور آپ کے جسمِ مبارک سے ایک گوشت کا ٹکڑا نکلا ہے اور وہ میری گود میں ڈالا گیا ہے میں الجھن میں ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ میری بیٹی فاطمہ کو ایک لڑکا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رکھا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت حسینؓ عالمِ شہود میں تشریف لائے اور حضرت علیؓ نے آپ کا نام پہلے حرب رکھا جو جنگ اور لڑنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نہیں یہ لڑنے اور جنگ کے معنی والا نام ان کے لئے نہیں ہے میں نے ان کا نام حسین رکھا ہے ایسے نام رکھو جس میں سلامتی ہو جس میں راحت ہو جس میں شانتی ہو میں نے ان کا نام حسین رکھا چنانچہ بعینہ وہی تعبیر ہوئی حضرت بی بی فاطمہ کو لڑکا ہوا اور آپؐ نے ان کا نام حسین رکھا اور ام الفضل کی گود میں رکھا گیا تعبیر جیسی کی ویسی ظاہر ہوگئی وہ بچہ کو دیکھتی رہیں دیکھتی رہیں کچھ وقفہ کے بعد انہوں نے اپنا چہرہ اٹھایا اور آقاء کو دیکھنے لگیں حضور ﷺ کی طرف گویا رخ کیا تو حضور ﷺ رونے لگے حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسوں بہنا شروع ہوگئے ام الفضل نے پوچھا کہ یارسول اللہؐ کیا بات ہے خوشی کا موقع ہے اور آپ آنسوں بہا رہے ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا من جانب اللہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ بہت جلد میری امت میرے اس بچہ کو قتل کردے گی کہا کہ اس بچہ کو؟ تو کہا کہ ہاں یہ کیسے عجیب قسم کی مشکلات ہیں کیسے عجیب وغریب حالات ہیں آدمی کو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے پیچھے حق تعالی کی کیا حکمت ومشیت کار فرما ہوتی ہے۔

حضرت حذیفہؓ ارشاد فرماتے ہیں مجھ سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک فرشتہ جو کبھی زمین پر نہیں اترا تھا اس نے اللہ پاک سے دعاء کی درخواست کی اور دعاء کی کہ اے اللہ مجھے زمین پر بھیج دے ایک غرض وہ یہ ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کرلینا چاہتا ہوں اللہ پاک نے اس فرشتہ کی دعاء کو قبول فرمایا کہا کہ جاؤ مل لو ساتھ ہی ساتھ ایک پیغام پہونچادو اور وہ یہ ہے حضور سے ملاقات ہوگئی اس کے بعد اس فرشتہ نے حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر دی حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا نام لیا چاروں کا ایک حضرت حسن کا دوسرے حضرت حسین کا تیسرے حضرت بی بی فاطمہ کا چھوتھے حضرت علیؓ کا ان چاروں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ جو ان سے صلح کرے گا میں ان سے صلح کروں گا اور جو ان سے لڑیں گے میں ان سے لڑوں گے۔

اور خاص طور پر بہت سی شرف اور بزرگی کی باتیں بھی حضرت حسینؓ سے وابستہ ہیں مثال کے طور پر ایک بات یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کے بیٹے علی اور ان کے بیٹے محمد یہ کہتے ہیں کہ میں نے دادا سے یہ بات سنی ہے کیا بات کہ تین اشخاص وہ ہیں جن کو عمر کے چھوٹے حصے میں پورے صحابہ میں غالبا صرف تین صحابہ وہ ہیں جن کو ان کی کم سنی میں حضور نے دائرے ارادت میں لیا اور ان کو بیعت کیا ان میں ایک حضرت حسین ایک حضرت ابن جعفر اور ایک حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ یہ تین حضرات وہ ہیں جن کو حضور ﷺ نے عمر کے چھوٹے حصوں میں ابھی یہ

لوگ سنِ بلوغ کو نہیں پہونچے تھے حضور نے ان کو بیعت فرمایا تھا عام طور پر یہ سعادت بہت کم لوگوں کے حصہ میں آتی ہے اور وہ بیعت آقاء کی مختلف انداز کی تھی کسی کو بیعت علی الاسلام لیتے تھے کسی کو بیعت علی الاستقامت علی الخیر لیتے تھے کسی سے بیعت علی الجہاد لیتے تھے اور کسی سے بیعت امر بالمعروف کی لیتے تھے اور کسی سے بیعت نہیں عن المنکر کی لیتے تھے اور کسی سے بیعت عدم سوال پر بیعت لیتے تھے۔

بہت سی قسمیں ہیں بیعت کی حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ کی کتابوں میں یہ تمام تفصیلات مل جاتی ہیں کسی اسلام سے دور انسان کو توبہ کرا رہے ہیں تو اور اسلام میں داخل کرا رہے ہیں تو اس کو بیعت علی الاسلام کہا جاتا ہے۔

جہاد کے لئے بیعت لے رہے ہیں تو اس کو بیعت علی الجہاد یا فی الجہاد کہا جاتا ہے ان دنوں حیدرآباد میں آسٹریلیا کی ایک کرسچن لڑکی آئی ہوئی ہے اب اسی ہفتہ میں کہیں ہمارے ہاتھوں پر ایمان قبول کرنے والی ہے اللہ تعالی اس کے ایمان میں استقامت عطاء فرمائے تو اس کو بیعت علی الاسلام کہا جاتا ہے تو بیعت جو ہوتی ہے وہ مختلف قسم کی ہوتی ہے۔

تو حضرت عبداللہ ابن جعفر حضرت ابن عباس اور اسی طرح سے حضرت حسینؓ یہ تین اشخاص وہ ہیں کہ جن سے کم سنی میں حضور نے ان سے بیعت لی تھی بعض خصوصیات ہیں جو حضرت حسینؓ کے ساتھ ہیں، جس وقت حاکمِ مدینہ نے بیعت کے بارے میں بہت اصرار کیا اور تاکید کی گویا تحکمانہ لہجہ اختیار کیا تو ایک خاص بات یہ پیش آئی جس کا تذکرہ محدث دکن عبداللہ شاہ صاحبؒ نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ مدینہ میں آقاء کے دربار میں پہونچے ہم آپ کو یہ بہت ہی خاص بات بتا رہے ہیں روضۂ اقدس حضور علیہ السلام پر پہونچے اب ظاہر ہے کہ صاحبِ قبر نانا ہیں اور یہ نواسے ہیں آئے اور صلوۃ وسلام عرض کیا اور وہیں بیٹھ گئے لپٹ گئے اور خوب رونے لگے اور کہنے لگے کہ نانا جان امی بھی نہیں ہیں ابا بھی نہیں ہیں اور بھائی بھی نہیں ہیں آپ نے ہمیں اکیلا چھوڑ دیا گویا صلوۃ وسلام عرض کرنے کے بعد دردِ دلی کرب وبے چینی اضطراب وبے چینی میں جو ہوتا ہے کچھ ویسا ہی ہو گیا اور یہ سب بیداری میں ہو رہا تھا اسی درمیان میں ایک خاص بات یہ پیش آئی کہ روتے روتے حضرت حسین پر غنودگی طاری ہو گئی نیند سی لگ گئی غنودگی کے عالم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹے سفر کی تیاری کرو تو اسی حالت میں حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ نانا جان یہاں جائیں پھر وہاں جائیں وہاں جائیں پھر آئیں میں اس وقت یہیں قریب ہوں آپ کے پاس ہی میں ہوں یہیں سے بلا لیجئے تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نہیں بیٹا جنت میں بہت سے درجات ہیں وہ جنت والے اور خصوصی درجے خاص خاص لوگوں کو میدانِ کارزار میں جام شہادت پینے کے بعد ملا کرتے ہیں صبر سے کام لینا سفر کی تیاری کرنا اس کے بعد حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ درد کیا ہوتا ہے غم کیا ہوتا ہے تکلیف کیا ہوتی ہے کرب کیا ہوتا ہے اس کا احساس تک نہیں رہا مجھے، تو حضرت حسین نے دنیا میں اپنی بے چینی کا اظہار کیا تو ادھر سے وہاں وہ لوگ بھی بے چینی کا اظہار کر رہے ہیں کہ رہے ہیں کہ ہم لوگ بھی بے چین ہیں تم کب آرہے ہو ہم بھی تمہارا انتظار کر رہے ہیں، یہ عالمِ روحانیت کا ایک باب ہے خواب اپنی

جگہ پر خواب ہوتا ہے شریعتِ مطہرہ کے اندر حجت والا اعتبار اس میں نہیں رہتا، لیکن ابواب الفضائل میں تشویق کے طور پر استناد اور اعتماد کے ساتھ روایتیں قبول کی جاتی ہیں، تو میرے دوستو: اس طریقہ سے حضرت حسینؓ نے اپنے آپ کو تیار کیا صبر سے کام لیا ثبات قدمی سے کام لیا اور ہمیشہ کے لئے ایک بات طئے کردی اور بتادی پوری دنیائے انسانیت کو کہ سر کٹادو لیکن کسی ظالم شخص کے ہاتھ پر بیعت نہ کرو اور اسکے سامنے اپنا سر نہ جھکاؤ، اور فرمادیا کہ ایسے شخص کے ہاتھ پر جس پر شراب نوشی کا الزام ہے میں بیعت ہونے کو پسند نہیں کرتا۔

اسی لئے حضرت پیرانِ پیر عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا،،،ع،، سر داد نہ داد دست در دستِ یزید،، سر دیا لیکن ہاتھ نہیں دیا یزید کے ہاتھوں پر۔
ایک مرتبہ حضرت شہر بانو نے ایک خواب دیکھا خواب یہ دیکھا کہ حضرت بی بی فاطمہؓ اپنی کمر کا پٹہ باندھ رہی ہیں اور کربلا کے میدان کو جھاڑو دے رہی ہیں اس کے کنکر اور پتھر ہٹا رہی ہیں لوگوں نے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہی ہیں ارشاد فرمایا بچہ کے آنے کا انتظار ہے اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ بچے کو کنکر پتھر لگیں گے اس لئے جی چاہا کہ میدان کو کچھ صاف کر دوں انتظار ہے انتظار جنت کے ان مراتبِ عالیہ کے لئے جو حق تعالی نے شہداء کے لئے رکھا ہے وہ غیر معمولی ہیں (أحیاء عند ربھم) اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہوتے ہیں زندہ زندگی کا اعتبار وہ نہیں ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں زندگی کا اعتبار تو وہ ہے جو مفسرین نے بتایا علمائے محققین نے بتایا اور اہلِ سنت الجماعت کی تحقیق کہتی ہے زندہ رہنے کا وہ مطلب نہیں ہے پہلے زندہ رہنے پر آپ کسی کو اپنی دعوت میں دستر خوان پر بلا لیتے تھے اب بھی بلاؤ گے؟

زندہ رہنے کا کیا مطلب ہے زندگی اور زندگی میں فرق ہوتا ہے زندگی ناسوتی زندگی ہوتی ہے اور شہادت والی زندگی ہوتی ہے برزخ والی زندگی ہوتی ہے آخرت والی زندگی ہوتی ہے مراتب ہوتے ہیں ہر چیز کے، شہادت کے بھی بہت بڑے بڑے اعلی مراتب ہیں ایک چھوٹی شہادت کہلاتی ہے اور ایک بڑی شہادت کہلاتی ہے حضرت حسینؓ نے ہر طرح کی دوسرے معنوں میں ظاہری اور باطنی شہادت بلکہ شہادتوں کا ایک پیکر تھے جو سراپا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھتے تھے بالخصوص سینۂ اطہر سے قدموں تک پورے مشابہ تھے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے یہ ایک خاص شان حضرت حسینؓ کی تھی۔

میرے دوستو، حضرت ام الفضل نے ایک خواب دیکھا تھا حضرت شہر بانو نے ایک خواب دیکھا تھا اور محمد بن علیؓ کی روایت تو میں نے آپ سے نقل کردی حضرت حذیفہؓ کی بات بھی میں نے آپ حضرات سے عرض کردی ہے یہ ساری کی ساری چیزیں در حقیقت اس دنیا کے اندر ایک صاحبِ ایمان کا امتحان ہے جو جس شان کا ایمان رکھتا ہے اس کو اسی شان کے ساتھ اسی بلند سطح سے آزمایا جاتا ہے اسی لئے اولیاء کرام نے بتایا کہ اگر حضرت بلالؓ جیسا ایمان ہو تو پھر یوں سمجھئے کہ ان کو انگار کے بستر پر لوٹنا ہے اس لئے کہ ان کا ایمان اتنا طاقتور ہے کہ ان کے جسم کی چربی سے آگ تو بجھ سکتی ہے مگر ایمان نہیں بجھ سکتا وہ ہیں حضرت بلالؓ آگ کا بستر بچھایا جاتا تھا کڑکتی دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا تھا ننگے بدن تپتی ریت پر لٹادیا جاتا تھا گرم گرم اور وزندار پتھروں کو سینے پر رکھ دیا جاتا تھا اور محققین اس بات پر متفق ہیں کہ بہت سی مرتبہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ

آپ کے جسم کی چربی سے انگار کے ڈلے ٹھنڈے ہوتے تھے وہ ایمان تھاان کا بلالی ایمان کہا جاتا ہے ایک اعتبار ہے ایمان کا، توحید کے کمالات جب آدمی کے اندر آتے ہیں تو مال کی قربانی بھی آدمی کے لئے آسان ہو جاتی ہے جان کی قربانی بھی آسان ہو جاتی ہے جان اور مال کو کھپانا ایسے انسان کا مقصدِ زندگی ہو جاتا ہے ایک اعتبار قائم ہو جاتا ہے ایمان کا کہ میں کسی بھی طرح جام شہادت حاصل کرلوں اسی لئے بہت سی مرتبہ آپ دعاؤں میں پڑھتے رہتے ہیں (اللھم الرزقنی شہادۃ فی سبیلک) اے اللہ آپ اپنے راستہ میں شہادت عطاء فرمائیے فی سبیل اللہ آدمی جب اپنی جان اور مال کی قربانی دیتا ہے تو وہ شہادت کا ایک رتبہ کہلاتا ہے، ہم اور آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اللہ پاک نے جنت کی نعمتیں کس طرح وافر مقدار میں رکھی ہیں یہاں تک وہ خصوصی فرشتہ جو آیا تھا آقاء کے دربار میں اس نے ایک خاص بات یہ بھی کہی تھی ارشاد کا ایک حصہ یہ بھی ہے حضرت بی بی فاطمہ کے بارے میں کہا کہ یہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں (سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمہ) اسی طریقہ سے کہا (سیدِ اشباب اہل الجنۃ الحسن والحسین) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں یہ حضراتِ حسنینؓ یہ جو جنت ملی جنت کے مراتب ملے درجات ملے مراتبِ شہادت جو ملے وہ کس بنیاد پر ملے کیا جھنڈا اٹھانے کی بنیاد پر؟ سینہ کوبی کی بنیاد پر یا بال نوچنے کی بنیاد پر یا بال کپڑے پھاڑنے کی بنیاد پر یا مراسمِ محرم کی بنیاد پر؟ (نعوذ باللہ من ذالک لاحول ولا قوۃ الا باللہ) چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک،، کدھر ہم لوگوں کی بے شعوری اور کدھر وہ ایمان کے کمالات اور توحید اور اس کے احساسات، بہت بڑا فرق ہے ہماری زندگیوں میں اور ان کی زندگیوں میں ہماری زندگی بہت کمزور زندگی اور ان کی زندگی بڑی طاقتور زندگی اللہ نے فرمایا (لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء) جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں زندہ، اور ایک جگہ فرمایا (ولکن لا تشعرون) جو زندگی ان کو عطاء ہوئی ہے وہ بڑی شان کی ہے اس زندگی کو تم نہیں سمجھ سکتے ایک اور جگہ ہے قرآن مجید میں (بل احیاء عند ربھم یرزقون) اپنے پروردگار کے پاس ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے وہ اس رزق کو کھاتے ہیں بعض روایات میں یہ بات ملتی ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پھوٹھوں میں رہتی ہیں وہ پرندے اتنے بڑے ہوں گے کہ شہیدوں کی روحیں ان کے پھوٹھوں میں رہا کرتی ہیں جہاں چاہیں چہچہاتے رہیں جہاں چاہیں اڑتے رہیں جہاں چاہیں پھرتے رہیں اللہ نے وہ آزادی عطاء فرمائی کہ جس کے اوپر ہزاروں قیدیں قربان ہو جاتی ہیں وہ آزادی ہے اصل آزادی جو شہداء کو ملنے والی ہے وہ پرندوں سے مراد یہاں کا پرندہ نہیں ہے بلکہ جنت کے پرندے ہوں گے جیسے آپ ہوائی جہاز میں بیٹھ جاتے ہیں اور وہ جہاز ہزاروں جانوں کو لے کر اڑتا ہے کیسے اڑتا ہے آپ بڑے کے ہوائی جہاز بڑا؟ ایسے ہی جنت کے جو پرندے ہوں گے وہ عالی شان پرندے ہوں گے محدثین نے لکھا ہے کہ اگر آپ کا ذہن یوں کام کرے کہ ابلا ہوا ہو تو اچھا ہے اتنا سوچتے ہی وہ آپ کے سامنے ابلی ہوئی حالت پر رہے گا یہ بھنا ہوا ہو تو اچھا ہے محدثین نے لکھا ہے کہ اسی حال میں وہ گوشت آپ کے سامنے حاضر رہے گا آپ جیسے چاہیں گے ویسی ہی حالت پر وہ آپ کے سامنے رہے گا اور اگر آپ نے یہ سوچا کہ یہ پرندہ زندہ ہو کر اڑ جائے تو اچھا ہے تو ویسا ہی ہو جائے گا، حدیثوں میں آیا ہے جنتیوں کو جو جنت دی جاتی ہے وہ اس شان کی ہوگی کہ) مالا عین رأت ولا أذن سمعت ولا قطر علی قلب بشر) جنت میں تو وہ کچھ ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا

اور نہ کسی کے دل پر اس خیال کا ہی گزرا ہے ایسی شان کی جنت بنا رکھی ہے اللہ پاک نے مستند روایات میں یہ بات موجود ہے کہ جنت کی حور اپنے جسم پر ستر جوڑے پہنے ہوئے ہوگی اور ستر جوڑوں کے اندر سے اس کا جسم جھانک رہا ہو گا اس شان کی اللہ نے نعمتیں رکھی ہیں وہاں مگر کس کو ملتی ہیں وہ (اُن الذین آمنوا و عملوا الصالحات کانت لھم جنۃ الفردوس نزلا) کام ٹھیک ٹھیک چاہئے کام کب ٹھیک ہوتا ہے جب عقیدہ ٹھیک ہو عقیدہ کب ٹھیک ہوتا ہے صحیح عقیدہ والوں کے ساتھ رہو تو عقیدہ ٹھیک ہوتا ہے۔

ایمان والوں کے ساتھ رہو گے اعمال والوں کے ساتھ رہو گے حدیث والوں کے ساتھ رہو گے فقہ والوں کے ساتھ رہو گے اصحابِ توحید کے ساتھ رہو گے اصحاب القلوب کے ساتھ رہو گے اولیاء کے ساتھ رہو گے تو اللہ پاک کام بناتا رہے گا ملیں گی ساری نعمتیں ملیں گی جب ہماری زندگی میں ایمان و توحید کی شمعیں جلیں گی اور ہماری زندگی میں اعمال آئیں گے۔

اور ایمان و عمل ایسا جامع عنوان ہے کہ سارے کے سارے شعبے دین کے فوری فوری طور پر لگے بندھے چلے آتے ہیں ہر عمل اعمال کے ساتھ وابستہ اور عقیدہ فکر کے ساتھ وابستہ ہونا شروع ہو جاتا ہے اسی لئے اپنی فکر کو سنوارنا اور اہلِ فکر کے ساتھ رہنا اپنے علم کو سنوارنا اہلِ علم کے ساتھ رہنا اپنے عمل کو اچھا کرنا اور اہلِ عمل کے ساتھ رہنا فضائل کے ابواب سیکھنا اور اصحاب الفضائل کے ساتھ رہنا فضیلت کے ابواب سیکھنا اور فضیلت والے کام کرنا یہ جو شہادت والے جو مراتب ہیں یہ سب کیا ہیں یہ سب فضیلت والے مراتب ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نشاندہی کی تھی کہ یہ جنت ہے یہ جنت کے درجات ہیں یہ بالا خانے ہیں یہ مراتب ہیں یہ اللہ پاک ان کو دیتے ہیں جن کو آزمایا جاتا ہے، کن کن چیزوں سے کبھی خوف سے آزماتے ہیں کبھی بھوک سے آزماتے ہیں اور کبھی آزماتے ہیں نقص اموال سے یہ تمام مراحل سے گزرنا پڑا حضرت حسینؓ کو یزید نے شدت برتی میدان کربلا میں ان کا گھیراؤ کیا گیا تو اس وقت کھانے پینے کی بھی تکلیف پیش آگئی۔

حاکم کا حکم ہے کہ پانی بشر پئیں

گھوڑے پئیں سوار پئیں اور شتر پئیں

جو تشنہ لب جہان میں ہیں وہ آ کر پئیں

حیواں پئیں پرند پئیں جانور پئیں

کافر تلک پئیں تو منع نہ کیجئیو

پر فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجئیو

ساری دنیا کو پانی پینے دینا مگر حسین کو پانی کا قطرہ بھی نہ دینالانے کی کوششیں کی گئیں تو رکاوٹ ڈالدی گئی مشکیزہ بھر کے لایا گیاتو اس کو چھید دیا گیا پانی لانے کی کوشش کی گئی تو وہاں پر بعضوں کو دم توڑ دیناپڑا یہ سارے حالات پیش آتے رہے علی اصغر بھی شہید ہوئے علی اکبر بھی شہید ہوئے حضرت حسینؓ کی شہادت بھی ہوئی اور کس شان کے ساتھ کہ شمر نے آپ کے اوپر تلوار چلانی چاہی آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ تو تلوار کیسے چلا سکتا ہے اس گردن پر میں تو سوار ہوا ہوں میرے نانا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے پر ہٹ جا اس کو ہٹایا اس کے بعد فرمایا کہ کیا وقت ہے بولے کہ نماز کا وقت ہے غالباجمعہ کا دن تھا فرمایا مجھے نماز ادا کرنا ہے بعد میں جو کرنا ہے کر لینا حضرت حسینؓ کربلا کے میدان میں ہیں لاشیں تڑپ رہی ہیں ستر بہتر نفوس اپنی جانوں کا نذرانہ خدا کے حضور میں پیش کر چکے ہیں اور مقابل میں آنے والی فوج میں پتہ نہیں ہزاروں کی تعداد ہے یا لاکھوں کی تعداد ہزاروں تلواریں چمک رہی ہیں تلواروں کے سایہ میں جب آپؓ کو نماز کے وقت کا احساس ہوا تو آپؓ نے نماز قائم کرنا شروع کر دیا اور اسی وقت شمر نے یا خولی نے یا سنان وغیرہ نے حملہ کیا جب کہ آپؓ حالت نماز میں اور سجدہ کی حالت میں ہے

ہے کون ابن علی سا خدا کا متوالا

گلے پہ تیغ اور زباں پر ہے ربی الاعلیٰ

ایسے وقت میں اپنے آپ کو خدا کی حضوری میں اپنے آپ کو پیش کیا اے اللہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں مگر میرے آنے کی یہ کیفیت ہونی چاہئے کہ میں حالت صلوۃ میں سجدہ کی حالت میں رہوں (واسجد واقترب) کا اعتبار دیا حضرت حسینؓ نے سجدہ کر کے اللہ سے قریب ہو جاؤ، سجدہ کیا اور اللہ سے اتنے قریب ہو گئے اتنے قریب ہو گئے کہ اللہ پاک نے ان کی زندگی کو حیاتِ جاوید عطاء فرمایا ان کی نظر زندہ ہے ان کی فکر زندہ ہے ان کے آثار زندہ ہیں ان کے افعال زندہ ہیں ان کی صفات زندہ ہیں اور ان کی شانِ شہادت زندہ ہے اور قیامت تک قائم رہے گی۔

سر دادنہ داد دست در دستِ　　　یزید حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین،

اللہ پاک اپنے خصوصی کرم سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے پاکیزہ جذبات اور جذبہ شہادت ہم کو بھی عطاء فرمائے، اللہ پاک ہم سب کو ان کے طفیل میں ان کے زندگی کے صدقہ میں ہمارے مقاصد کو پورا فرمائے اور دنیا اور آخرت کی سعادت نصیب فرمائے اے اللہ جو بیمار ہیں ان کو شفاء عطاء فرما اے اللہ جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیوں کو دور فرما اور جو بے روزگار ہیں انہیں حلال روزی عطاء فرما اے اللہ ہم کو افراط اور تفریط کے چکروں سے نجات عطاء فرما باطل مذاہب سے اے اللہ ہمیں محفوظ فرما اے اللہ اہلِ حق میں ہمارا شمار فرما اور دنیا آخرت کی سعادت ہمارا مقدر فرما وصلی اللہ علی نور کز وشد نورھا پیدا. و آخر دعو انا ان الحمد للہ رب العا لمین